اسلام اور قبل از اسلام عورت کی حیثیت و مقام: ایک تحقیقی جائزہ

مسرت جہاں
شعبہ قرآن وسنہ، جامعہ کراچی

تلخیص المقالہ

ارشاد ہوا: ''خلقکم من نفس واحدۃ o(القرآن) (۳۹:۶)یعنی ہم نے تم دونوں کونفس واحدہ سے پیدا کیا''۔گویا نفس واحدہ صنف قوی (مرد)اور صنف نازک (عورت) کے قالب میں ڈھلا، کائنات کا آغاز ہوا ہر ایک کیلئے علیحدہ علیحدہ دائرہ کار منتخب ہوا۔فرض اور حق کی تقسیم ہوئی فرض کی ادائیگی میں کوتاہی اور حق دار د بہ حق رسید سے غفلت ہی ظلم وستم کے آغاز کا سبب بنی۔ صنفِ نازک ہونے کے ناطے ''عورت'' کن مراحل سے گزری اور ہنوز گزر رہی ہے، زیر نظر مقالے میں کوشش کی گئی ہے کہ تمام مذاہب کے تناظر میں عورت کی شخصیت کا جائزہ لیتے ہوئے ثابت کیا جائے کہ اسلام نے عورت کو کس طرح وہ حیثیت ومقام عطا فرمایا ہے جس کی وہ مستحق تھی۔

Abstract

"He created you (all) from a single person": (Al Qur'an,39:6) Since the creation of the universe socities have been divided on the basis of gender. Across all the religions these gender difference are prevalent. If we comopare the status of women in different religions, Islam is the only religion which designate a status to women that she deserve.

حق اور فرض دو ایسے الفاظ ہیں جنکی اگر کسی بھی معاشرے میں مکمل رعایت رکھی جائے تو وہ معاشرہ امن وآشتی کا گہوارہ بن جائے لیکن کسی کا کیا حق اور کیا فرض ہے اس کا تعین کیسے اور کون کرے؟ یہ ایک اہم سوال ہے۔اسلام سے قبل تاریخ عالم میں تاریکی، ظلمت ووحشت، جہالت، بربریت اور بدامنی کا سبب بھی یہی تھا کہ اس دور کے لوگ ان دولفظوں کی پہچان سے نابلد تھے وہ جسکو اپنا حق سمجھ رہے ہوتے در حقیقت وہ ان پر فرض ہوتا تھا۔اسلام نے انہی دولفظوں کی پہچان کروائی۔حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی انسان کا مقصدِ حیات ٹھہرا۔

اسلام معاشی، اخلاقی اور معاشرتی حقوق کی ایک طویل فہرست کا ذکر کرتا ہے معاشرہ افراد کا مجموعہ ہوتا ہے اگر مرد اور عورت کے حقوق میں توازن برقرار رہے تو معاشرہ درست سمت چلتا رہتا ہے اور جہاں کہیں ان میں سے کسی ایک کے ساتھ زیادتی یا ناروا سلوک برتا جانے لگے تو معاشرہ تنزلی، پستی اور انتشار کا شکار ہو جاتا ہے۔

بلاشبہ عورت معاشرے کا صرف جزو نہیں بلکہ نصف جزو ہے۔عورت آدھا معاشرہ ہے اسلام سے قبل پوری دنیا میں

عورت کی اس معاشرتی حیثیت اور مقام کو تسلیم نہیں کیا جاتا تھا۔ تحریف شدہ ادیان سماویہ ہوں یا من گھڑت مذاہب سب میں عورت انتہائی حقارت اور ذلت کی حقدار تھی۔ اسلام سے قبل صنفِ نازک کی کیا معاشرتی حیثیت تھی ہم ذیل میں اسکا تذکرہ کرنے کے بعد اسلام میں عورت کے اعزاز و مقام کا مختصر تذکرہ کریں گے۔

عورت یونان میں

یونان کی تاریخ بہت پرانی ہے۔ فلسفۂ یونان کے خیالات و افکار و نظریات کا مطالعہ آج بھی مفکرین کو سوچ و فکر کی نئی راہیں دکھا رہا ہے۔ یونان کی تہذیب و ثقافت، سیاست و معاشرت کا مطالعہ صدیوں سے کیا جا رہا ہے ہمارا مقصد یہاں اہل یونان کا عورتوں کے ساتھ رویئے اور برتاؤ کو بیان کرنا ہے۔ یونانی تہذیب خواتین کو کس نگاہ سے دیکھتی تھی اس کے کچھ اقتباسات مفتی عصمت اللہ اپنی کتاب میں یوں درج کرتے ہیں:

> "افلاطون نے شہر کو تین طبقات میں تقسیم کیا حکام، لشکر اور عوام۔ پہلے دونوں طبقات کی طرف خصوصی توجہ دینے کی تلقین کی کہ یہ ہر قسم کی پریشانیوں سے محفوظ رہیں کیونکہ انہوں نے حکومت کی ذمہ داریوں کو نبھانا ہے اور یہ چُنے ہوئے مرد صحت و جمال میں ممتاز عورتوں کے ساتھ وقتی طور پر رشتۂ ازدواج قائم کر سکیں تا کہ حکومت کیلئے بہترین بچے پیدا کیے جا سکیں۔ جب وہ عورتیں بچے جنیں تو ان بچوں کو ان سے لے لیا جائے اور تمام بچوں کو ایک مکان میں رکھا جائے وہ عورتیں آ کر انہیں دودھ پلائیں اور کوئی عورت یہ امتیاز نہ کرے کہ یہ بچہ کس کا ہے اور نہ اس کو پہچان سکے۔" [۱]

اِس سے معلوم ہوا کہ یونانی تہذیب میں نکاح کا کوئی ضابطہ اور قانون نہ تھا مرد اپنی جنسی تسکین کے لئے عورت کو استعمال کرتے اور جب انکی خواہش کی تکمیل ہو جاتی تو عورت کو چھوڑ دیا کرتے۔ اس کے علاوہ یونانی عموماً عورتوں کو ایک کم درجہ کی مخلوق سمجھتے اور اسپارٹا میں تو جس عورت سے کسی قومی سپاہی پیدا ہونے کی امید نہ ہوتی اِس کو مار دیا جاتا تھا۔

عورت کا مقام رومی تہذیب میں

سلطنت روما امراء اور غرباء کیلئے الگ الگ طبقاتی نظام میں تقسیم تھی ایک طرف تو مادی ترقی میں ہر روز اہل روم نئی نئی موشگافیاں کرتے لیکن دوسری طرف طبقاتی تقسیم و تفریق بھی جاری و ساری تھی اِس پر مستزاد یہ کہ عورت کی حیثیت وہاں بھی انتہائی کمزور تھی۔ عورت مردوں کی نشاطِ طبع، ذہنی تازگی اور تسکینِ جسم و جاں کیلئے اِن کی محافل میں ناچنے اور گانے کیلئے استعمال کی جاتی تھی۔

قدیم فارس کی تہذیب

قدیم فارس کی تہذیب میں بھی ہمیں عورت انتہائی حقیر چیز نظر آتی ہے۔کمال الدین اسکا نقشہ یوں کھینچتے ہیں:

''اہلِ فارس خاتون کو ماہواری کے ایام میں نجس شمار کرتے ایسی عورتوں کو گھروں سے نکال دیا جاتا اورشہر یا قصبوں کے مضافات میں چھوٹے چھوٹے خیموں میں ان کو چھوڑ دیا جاتا ان کے ساتھ کسی کو ملنا جلنا جائز نہ سمجھا جاتا تھا اور جو خدام انہیں کھانا پینا دینے جاتے انکو تلقین کی جاتی کہ وہ اپنے سر کو ڈھانپ کر رکھیں اور اپنی ناک اور کانوں کو موٹے کپڑوں سے لپیٹ کر وہاں جائے یہ احتیاط اس لیے کرتے تھے کہ ان کا یہ عقیدہ تھا کہ اگر وہ ان کو چھوئیں گے تو وہ بھی ناپاک ہو جائیں گے۔'' [۲]

ہندومت میں عورت کا مقام

ہندومت طبقاتی تفریق اور چھوت چھات کے مکروہ تصورات میں سب سے ممتاز ہے۔عورت اس مذہب میں کسی طور پر آزاد نہ تھی۔

''ویدوں کی تعلیمات میں عورتوں کو دوسرے درجے کی مخلوق قرار دیا گیا،عورت بے وفا،منافق اوراحمق قرار پائی۔ وراثت میں اس کا کوئی حصہ وحق نہیں تھا۔عورت کا شوہر جب تک زندہ ہے تو وہ اس کی غلام اور خدمتگار ہےاور جب خاوند مرگیا تو اب اس کی بیوی کو بھی جینے کا کوئی حق نہیں لہٰذا اس کو بھی ''ستی'' کر دیا جائے۔'' [۳]

ہندومت میں عورت کے فرائض کی تو انتہائی تفصیل ملتی ہے لیکن اِس کے حقوق کیا ہیں ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتے۔

یہودیت میں عورت کا مقام

یہود وہ قوم ہے جس کے مکروفریب اور بے حیائی کا تذکرہ بارہا قرآن کریم میں بھی آیا ہے۔اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کیلئے زن،زر،زمین کا بے دریغ استعمال قوم یہود کی پہچان خاص ہے۔عورت کا کوئی وقار،ادب اور تعظیم اس مذہب میں نہیں بھلا وہ لوگ جو اپنی سیدہ مریم علیہ السلام پر تُہمتیں لگانے سے بھی باز نہ آئے وہ کیا جانیں کہ عورت کتنی مقدس ہستی ہے۔احکام عشرہ کو دینِ یہود میں بڑی اہمیت حاصل ہے اِن میں عورت کے بارے میں یہ نقشہ کھینچا گیا کہ عورت ہمیشہ مردوں کی محکوم اور غلام ہے۔ نیز قومِ یہود کا یہ مکروہ نظریہ بھی اس مذہب میں عورت کے مقام کو مزید گراتا ہے کہ (معاذ اللہ) حضرت حواؑ وہ پہلی عورت ہیں جن

کی وجہ سے آدمؑ سے غلطی ہوئی اور فساد کی ابتداء بھی عورت ہی ہے۔ لہٰذا اس سے دور رہو۔ [۴]

عیسائیت میں عورت کا مقام

عورت سے متعلق عیسائیت کا بنیادی نظریہ یہ تھا کہ عورت برائی کی ماں، فساد کی جڑ، جہنم کا دروازہ، شیطانی وساوس کا گھر اور دنیا میں مصیبت اور لعنت لانے کا ذریعہ ہے۔

> ''عورت شیطان کے آنے کا دروازہ، شجر ممنوعہ کی طرف لے جانے والی، خدا کے قانون کو توڑنے والی اور خدا کی تصویر مرد کو غارت کرنے والی ہے۔ عورت ایک ناگزیر برائی ہے۔ پیدائشی وسوسہ، ایک مرغوب آفت، ایک خانگی خطرہ، ایک غارت گر دل ربائی اور ایک آراستہ مصیبت ہے۔ عورت و مرد کا صنفی تعلق و میلانِ گناہ اور تقدس کے خلاف سمجھا جاتا اگرچہ یہ تعلق نکاح کے ذریعہ ہی کیوں نہ جڑا ہو۔'' [۵]

عورت عرب میں

عرب قوم بہادری، سخاوت، دریا دلی اور فصاحت و بلاغت میں اپنی مثال آپ تھی۔ اِن اوصاف کے ساتھ ساتھ بعض خصلتیں ان میں ایسی تھیں جو اہلِ عرب کی پرلے درجے کی جہالت، قساوت اور تنزل کی عکاس تھیں، چھوٹی چھوٹی باتوں پر قبیلے نسل در نسل کشت و خون میں نہاتے رہتے۔ انسانیت سوزی کا یہ عالم تھا کہ اپنے ہی ہاتھ سے اپنی ہی زندہ بیٹیوں کو کنوؤں اور قبروں میں گاڑ دیا جاتا۔

دورِ جاہلیت میں بیٹی کی پیدائش باعث ننگ و عار تھی

اہلِ عرب بیٹی کی پیدائش کو اپنے لئے ذلت اور عار کا باعث سمجھتے تھے جب کسی کے ہاں بیٹی پیدا ہوتی تو وہ شرم کے مارے لوگوں سے چھپتا اور بیٹی کو زندہ درگور کرنے کی فکر میں لگ پڑتا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے لڑکی کی پیدائش پر باپ کے دل پر ہونے والے اس اثر کو یوں بیان فرمایا ہے:

> واذابشر احدھم بالا نثیٰ ظلّ وجھه مسودّا وھو کظیم o یتوٰریٰ من القوم من سوء مابشربه ط ایمسکه علی ھونٍ ام یدسه فی التراب ط [۶]

ترجمہ:

''جب ان میں سے کسی کو بیٹی کی خوشخبری دی جائے تو اس کا چہرہ سارا دن بے رونق ہو رہتا ہے اور وہ دل ہی دل میں گھٹتا ہے اور لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے اس عار سے جس کی اسکو خبر دی گئی (اور اس سوچ میں پڑ جاتا ہے کہ) ذلت برداشت کر کے اس کو رکھے یا مٹی میں گاڑ دے۔''

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا

واذ بشر احدھم بما ضرب للرحمٰن مثلاً ظلّ وجھه مسودا وھو کظیم [۷]

ترجمہ:

''اور جب ان میں سے کسی کو اس چیز کی خبر دی جائے جس کو وہ اللہ کیلئے بیان کرتا ہے تو سارا دن اس کا چہرہ بے رونق رہتا ہے اور دل ہی دل میں وہ گھٹتا رہتا ہے۔''

مشرک اللہ کی شان میں بڑی بڑی گستاخیاں کیا کرتے تھے ان میں سے ایک یہ تھی کہ وہ اللہ کیلئے اولاد تجویز کرتے اور خود چونکہ انکو بیٹوں سے محبت اور بیٹیوں سے نفرت ہوتی اس لئے وہ اللہ کیلئے بیٹیاں تجویز کرتے، اللہ فرماتے ہیں:

فاستفتھم الربک البنات ولھم البنون [۸]

ترجمہ:

''آپ ان سے پوچھیئے کہ کیا اللہ کے لئے بیٹیاں ہیں اور انکے لئے بیٹے؟''

ویجعلون للّٰه البنات [۹]

ترجمہ:

''اور وہ مشرک اللہ کیلئے بیٹیاں بناتے ہیں۔''

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں کہ یہ مشرکین جو اولادِ خدا کیلئے تجویز کر رہے ہیں وہ ان کے زعم میں ایسی عیب دار اور ذلیل وحقیر ہے کہ اگر خود انہیں اس کے ملنے کی خوشخبری سنائی جائے تو مارے رنج وغصہ کے ان کے تیور بدل جائیں اور دل ہی دل میں پیچ وتاب کھاتے رہیں۔[۱۰]

بچوں کو زندہ درگور کرنا

عرب میں زندہ بچیوں کو زیرِ زمین کر دینے کا محض تصور ہی نہیں تھا بلکہ عملاً تقدیسِ انسان کی پہچان سے عاری اس گھناؤنے فعل کا ارتکاب بھی کرتے تھے۔قرآنِ کریم میں اس کا ذکر یوں ہے:

و اذا الموء دۃ سئلت بایّ زنب قتلت [۱۱]

ترجمہ:

''اور جب زندہ گاڑی گئی لڑکی سے پوچھا جائیگا کہ وہ کس گناہ کے بدلے قتل کی گئی۔''

جب بچی پیدا ہو جاتی تو باپ عار سمجھتا لوگوں سے چھپتا اور اسکو زندہ درگور کرنے کے بارے میں سوچتا کہ:

ایمسکه علی هون ام یدسه فی التراب [۱۲]

ذلت برداشت کر کے بیٹی کو باقی رکھے یا مٹی میں دفن کر دے جاہلین عرب میں یہ تصور پروان چڑھتا تھا کہ آج بیٹی پیدا ہوئی ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ کل یہ جوان ہو کر ہماری عزت خاک میں ملا دے لہٰذا اس باعثِ ننگ و عار کو اپنی عزت خاک میں ملانے سے پہلے ہی خاک میں ملا دینا چاہیئے اس تصور پر وہ اللہ کی رحمت کو زندہ دفن کر دیتے۔

مولانا مودودی رقمطراز ہیں:

''کہ کبھی تو زچگی کے وقت ہی عورت کے آگے ایک گڑھا کھودا جاتا تھا تا کہ اگر لڑکی پیدا ہو تو اسی وقت اسے گھڑے میں پھینک کر مٹی ڈال دی جائے۔اور کبھی اگر والدہ اس پر ناراض ہوئی اور اس کے خاندان والے مانع ہوئے تو باپ بادل ناخواستہ اس کو کچھ مدت تک پالتا اور پھر کسی وقت صحرا میں جا کر قتل کر دیتا۔'' [۱۳]

سنن الدارمی میں ہے کہ

''ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اپنی جاہلیت کا قصہ بیان کیا کہ میری ایک بیٹی تھی جو مجھ سے بہت مانوس تھی جب میں اس کو پکارتا تو وہ دوڑتی ہوئی میرے پاس آتی تھی ایک روز میں نے اس کو بلایا اور اپنے ساتھ لیکر چل پڑا، راستے میں ایک کنواں آیا میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے کنوئیں میں دھکا دے دیا آخری آواز جو اس کی میرے کانوں میں آئی وہ تھی ہائے ابا! یہ سن کر آپ ﷺ روئے اور آنسو بہنے لگے۔'' [۱۴]

اِس کے علاوہ زمانہ جاہلیت میں عورتوں کی شادی کے مختلف طریقے تھے جو مردوں کی شہوانی تسکین اور عورت کی تذلیل وحقارت کے آئینہ دار تھے۔کبھی تو خود خاوند اپنی بیوی کو بہادر بیٹا جنوانے کے لئے کسی دوسرے مرد کے پاس بھیج دیتا اور کبھی کئی

افراد کا ٹولہ ایک خاتون سے جنسی تسکین حاصل کرتا پھر جب عورت کے ہاں بچہ پیدا ہوتا تو وہ اِن سب کو بلا کر بچے کا نام رکھواتی اور جسکی طرف اشارہ کرتی بچہ اسی کا ہوتا۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان تمام طریقوں کو ختم کیا حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ:

فلما بعث محمد بالحق هدم نكاح الجاهليه كله الا نكاح الناس اليوم. [۱۵]

ترجمہ:

''جب نبی محمد ﷺ حق لیکر آئے تو آپ ﷺ نے جاہلیت کے تمام نکاحوں کو ختم کروا دیا صرف اِس نکاح کو باقی رکھا جو آج بھی جائز ہے۔''

اِس کے ساتھ ساتھ وراثت میں عورتوں کا کوئی حق نہ تھا عربوں کا اس بارے میں یہ قول انتہائی مشہور تھا کہ میراث اسی کیلئے ہے جو تلوار چلاتا ہے۔ الغرض! عرب کے معاشرے میں عورت کا ہر حیثیت سے استحصال جاری تھا کہ آفتاب نبوت رحمت عالم بن کر جلوہ گر ہوئے ہیں اور دنیا کے حقوق و فرائض کی عملی تعلیم دیکر ان کو اسکی حقیقی شناخت سے روشناس کرواتے ہیں۔ عورت جو معاشرے کا کلنک تھی تعظیم و تقدیس کی معراج بن گئی۔

اسلام میں عورت کا مقام و مرتبہ

ماقبل میں گذر چکا کہ اسلام سے قبل کا علمی منظر نامہ خواتین اور ان کے حقوق کیلئے بالکل تاریک تھا۔ سرکارِ دو عالم ﷺ نے اس عورت کی جسکی کوئی شناخت نہ تھی ماں، بہن، بیوی اور بیٹی جیسی عظیم ہستیوں کی صورت میں روشناس کروایا۔ اسلام نے ولادت سے لیکر موت تک عورت کی الگ الگ حیثیت مقرر کردی ہے ہر حیثیت اور شعبۂ زندگی کیلئے اصول و قانون کی وضاحت، حدود کا تعین اور دائرہ کار کی وسعت بیان کردی ہے۔ اگر عورت بیٹی ہے تو اِس کی کفالت، رضاعت، تعلیم و تربیت کو والدین کے فرائض میں شامل کر دیا اور والدین کو اچھی پرورش کرنے پر رحمت و برکت کے نزول اور اجر و ثواب کے استحقاق اور جنت کی بشارت سنائی ہے اسی طرح بیوی اور ماں کی حیثیت سے ان کے حقوق کی الگ فہرست ہے۔ لیکن اسلامی تعلیمات کا طرز یہ ہے کہ اسلام عورتوں کے الگ الگ حقوق و فرائض کا اعلان و تعین کرنے سے قبل بغیر کسی استثناء اور تخصیص کے تمام عورتوں کی عظمت اور فضیلت کو واضح کرتا ہے اور عورت کو عورت کی حیثیت سے بلند درجہ عطا کرتا ہے۔ عورت کو تخلیقِ مرد و زن کا سبب اور ذریعہ قرار دیتا ہے۔

انسان کی پیدائش میں اگر چہ مرد کی شمولیت انتہائی ضروری ہے تاہم عورت کی شرکت بھی قانونِ قدرت اور اصول فطرت میں لازمی ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یـا ایها الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحده و خلق منها زوجها و بث منهما رجالا کثیر اونساء. [۱۶]

ترجمہ:

''اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کے جوڑے کو پیدا کیا اور ان دونوں سے مرد اور عورتیں پھیلائے۔''

قرآن عورت کی ساداتی اہمیت کو اُجاگر کرتا ہے اس کی ایک جھلک مذکورہ آیت کریمہ میں گذری، ایک جگہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ولهن مثل الذی علیهن بالمعروف [۱۷]

ترجمہ:

''اور عورتوں کا بھی حق ہے جیسا کہ مردوں کا ان پر حق ہے دستور کے مطابق''

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں کہ:

''یہ امر تو حق ہے کہ جیسے مردوں کے حقوق عورتوں پر ہیں ایسے ہی عورتوں کے حقوق مردوں پر ہیں جن کا قاعدہ کے مطابق ادا کرنا ہر ایک پر ضروری ہے۔'' [۱۸]

اسلام نے عورتوں کے حقوق کی ایک طویل فہرست ان کی حیثیت کے مطابق بیان فرمائی ہے اسلام کی نظر میں عورت کی حیثیت ماں، بیٹی، بیوی اور بہن کی ہے ہر ایک کے بارے میں اسلام کے واضح احکامات ہیں۔

عورت بحیثیت ماں

ماں ایک ایسا لفظ ہے جس کی ادائیگی ہی دل ودماغ میں راحت وسکون کیلئے کافی ہے، ماں کتنی عظیم ہستی ہے اس کا اندازہ اِس حدیث سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت طلق بن علیؓ نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اگر میں اپنے والدین یا اِن دونوں میں سے کسی ایک کو اِس حال میں پاؤں کہ میں نے عشاء کی نماز شروع کر رکھی ہو اور سورۃ الفاتحہ بھی پڑھ چکا ہوں پھر جب میری ماں مجھے پکارے اے محمدؐ! تو میں ان کو ضرور جواب دونگا [۱۹] ماں وہ ہستی ہے جس کو ایک نظر محبت سے

دیکھا جائے تو مقبول حج کا ثواب عطا کیا جاتا ہے [۲۰]

حضرت ابوھریرہؓ سرکار دوعالم ﷺ سے دریافت کرتے ہیں کہ میرے حُسنِ سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تمہاری والدہ، پھر پوچھا کون آپ ﷺ نے فرمایا تمہاری والدہ پھر عرض کیا کون؟ آپ ﷺ نے پھر فرمایا تمہاری والدہ چوتھی مرتبہ آپ ﷺ نے والد کا تذکرہ کیا [۲۱] اور یہ اسلئے کہ ماں اپنے بچے کیلئے تین طرح کی تکالیف اٹھاتی ہے جس کو قرآن نے یوں بیان کیا۔

ووصینا الانسان بوالدیہ احسانا حملتہ امّہ کرھا ووضعتہ کرھا وحملہ وفصالہ ثلٰثون شھرا [۲۲]

ترجمہ:

''حتیٰ کہ ماں باپ اگر مشرک اور کافر ہوں تب بھی اِن کے ساتھ حُسنِ سلوک کا حکم دیا گیا'' [۲۳]

قرآن کریم نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ جس عورت نے تم کو دودھ پلا دیا وہ تمہاری ماں بن گئی۔

وامھتکم الّٰتی ارضعنکم [۲۴]

الغرض! ماں کی حیثیت اسلام نے اتنی بلند فرمائی کہ جنت کے بارے میں کہا کہ یہ تمہاری ماؤں کے قدموں تلے ہے [۲۵] یعنی اگر کسی نے جنت حاصل کرنی ہے تو اپنی ماں کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آئے۔

عورت بحثیت بیٹی

دورِ جاہلیت میں بیٹی زندہ درگور کی جاتی تھی اسلام نے اس قبیح رسم اور سوچ کا بھی خاتمہ کیا، نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص ان بیٹیوں کی وجہ سے مشقت جھیلتا ہے ان کے ساتھ حسنِ سلوک کا معاملہ کرتا ہے تو وہ لڑکیاں اس شخص کیلئے دوزخ سے آڑ اور ڈھال بن جائیں گی'' [۲۶]

سرکار دوعالم ﷺ کی چار صاحبزادیاں تھیں، آپ ﷺ نے فرمایا:

لاتکرھوا البنات فانی ابو البنات

ترجمہ:

''بیٹیوں کو برا مت سمجھو میری بھی تو بیٹیاں ہیں''

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ارشاد فرمایا:

والبقیٰت الصّلحٰت خیر عند ربک ثوابا وخیر املا[۲۸]

ترجمہ:

''اور باقی رہنے والی نیکیاں تیرے رب کے ہاں بہتر ہیں بدلہ میں اور بہتر ہیں توقع میں۔''

عبید بن عمر نے فرمایا کہ باقیات صالحات نیک لڑکیاں ہیں کہ وہ اپنے والدین کیلئے سب سے بڑا ذخیرہ ثواب ہیں۔
سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹیوں کی پرورش کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''جس نے دو بیٹیوں کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ بلوغ تک پہنچ گئیں میں اور وہ قیامت کے دن اس طرح ساتھ ہوں گے جس طرح یہ دو انگلیاں۔''[۲۹]

عورت بحیثیت بیوی

اسلام سے قبل نکاح کا صحیح تصور عرب معاشرے میں نہ تھا اسلام نے عورت کو مرد کی منکوحہ بنا کر بہت سے معاشرتی حقوق عطا فرمائے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ان لزوجک علیک حقا

ترجمہ:

''تمہاری بیوی کا تمہارے اوپر حق ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وعاشروھن بالمعروف[۳۰]

ترجمہ:

''ان عورتوں کے ساتھ جو تمہاری ماتحت ہیں حسن سلوک اور خوبی کے ساتھ پیش آؤ۔''

ھن لباس لکم وانتم لباس لھن[۳۱]

ترجمہ:

''تمہاری بیویاں تمہارا اور تم ان کا لباس ہو۔''

اسلام نے عورت کو چادر اور چار دیواری جیسی عظیم نعمت سے نوازا عورت کی عزت، نان نفقہ، رہائش، لباس اور تمام

ضروریات کی تکمیل مرد کا فریضہ قرار دیا گیا۔ اسلام سے قبل عورت گھر کی خادمہ اور نوکرانی ہوا کرتی تھی جبکہ بعد از اسلام عورت اسلامی تعلیمات کے مطابق گھر کی ملکہ بنادی گئی۔

وراثت کا حق

عورتوں کو زمانہ جاہلیت میں وراثت سے کُلّی طور پر محروم رکھا جاتا تھا اسلام نے ہر حیثیت سے عورت کو حق وراثت دلایا چنانچہ اگر عورت ماں ہے تو بیٹے کی وفات کی صورت میں اس کے مال میں سے کچھ کی وارث قرار پائی ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ولابویه لکل واحد منهما السدس الخ [۳۲]

میت کے ترکہ میں اگر میت کی کچھ اولاد ہو تو ماں باپ میں سے ہر ایک کیلئے چھٹا حصہ ہے اور اگر اولاد نہ ہو اور ماں باپ ہی وارث ہوں تو ماں کیلئے ایک تہائی اور اگر میت کے ایک سے زیادہ بھائی یا بہن ہوں تو ماں کو چھٹا حصہ ملے گا۔ اگر عورت بیٹی ہے تو اس کا حق وراثت یہ ہے۔

یوصیکم اللّٰه فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین الخ [۳۳]

ترجمہ:

''لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہے۔''

مفتی شفیع صاحبؒ رقمطراز ہیں کہ:

''قرآن مجید نے لڑکیوں کی میراث دلانے کا اس قدر اہتمام کیا ہے کہ لڑکیوں کے حصہ کو اصل قرار دیکر اس کے اعتبار سے لڑکوں کا حصہ بتلایا'' [۳۴]

اور اگر عورت بیوی ہے تو اس کے حقِ میراث ذکر کیا کہ:

ولهن الربع مما ترکتم ان لم یکن لکم ولد الخ [۳۵]

ترجمہ:

''اور جس کو تم چھوڑ جاؤ اور تمہاری کوئی اولاد نہ ہو تو ان بیویوں کو ترکہ کا چوتھائی ملے گا۔''

اِس کے علاوہ اسلام نے عورت کو خلع لینے کا اختیار بھی دیا کہ اگر کسی جائز وجہ سے وہ اپنے خاوند کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی تو وہ خلع کے ذریعے علیحدہ ہوسکتی ہے۔ اس طرح وہ اپنے دائرہ کار میں قطعی آزاد ہے۔ حق اور فرض کی شناخت عورت کیلئے وہ مہمیز ہے جس پر چل کر وہ اپنا آپ منوا سکتی ہے۔ کاش اسلام کی روشنی میں مرد و زن اپنے حق اور فرض سے

آ گاہ ہوں۔ اسلام کے عطا کئے ہوئے دائرہ کار میں رہ کر زندگی کا تانا بانا بننے کی کوشش کریں تو نہ سیاہ روز رہے نہ سیاہ شام۔

حوالہ جات

۱۔ مفتی، عصمت اللہ (س۔ن) اسلام عورت اور مذاہب عالم، کراچی، مطبوعہ فاروقیہ، صفحہ: ۲۰،۲۱

۲۔ الدین، محمد کمال (س۔ن) عورت کے حقوق و مسائل، کراچی، دارالاشاعت صفحہ: ۳۸

۳۔ ندوی، ابوالحسن علی (س۔ن) اسلام میں عورت کا درجہ، کراچی، مجلس نشریات اسلام، صفحہ: ۵۵

۴۔ مفتی، عصمت اللہ (س۔ن) اسلام عورت اور مذاہب عالم، کراچی، مطبوعہ فاروقیہ، صفحہ: ۴۶

۵۔ مودودی، مولانا ابوالاعلی (س۔ن) پردہ، لاہور، مکتبہ اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ، صفحہ: ۲۰

۶۔ القرآن، ۱۶: ۵۸، ۹۰

۷۔ القرآن، ۴۳: ۱۷

۸۔ القرآن، ۳۷: ۱۴۹

۹۔ القرآن، ۱۶: ۵۷

۱۰۔ عثمانی، شبیر احمد علامہ (۱۳۵۰ء) تفسیر عثمانی، جلد: ۱، کراچی، مکتبہ رحمانیہ، صفحہ: ۳۴۶

۱۱۔ القرآن، ۸۱: ۸، ۹

۱۲۔ القرآن، ۱۶: ۵۹

۱۳۔ مودودی، مولانا (س۔ن) تفہیم القرآن، جلد: ۶، کراچی، بلال اکیڈمی، صفحہ: ۲۶۵

۱۴۔ الدارمی، ابوعبداللہ (۲۹۳ھ) سنن الدرامی، جلد: ۱، کانپور، مکتبہ نظامی، صفحہ: ۹

۱۵۔ بخاری، امام ابوعبداللہ، محمد بن اسماعیل الجامع الصحیح البخاری (۱۹۶۱ء) بابِ صلۃ المراۃ لمہاج، کراچی، قدیمی کتب خانہ، صفحہ: ۳۳۸

۱۶۔ القرآن، ۴: ۱

۱۷۔ القرآن، ۲: ۲۲۸

۱۸۔ عثمانی، علامہ شبیر احمد (۱۳۵۰ء) تفسیر عثمانی، جلد: ۱، لاہور، مکتبہ رحمانیہ، صفحہ: ۳۴۶

۱۹۔ المتقی، امام علی المتقی (س۔ن) دائرۃ المعارف، جلد:۱۴، حیدر آباد، صفحہ:۱۹۴
۲۰۔ علی، قاری ملا (س۔ن) مشکوٰۃ المصابیح، کراچی، قدیمی کتب خانہ، صفحہ:۴۲۱
۲۱۔ مسلم، ابن الحجاج امام (۱۹۵۶ء) مسلم شریف، کراچی، قدیمی کتب خانہ، صفحہ:۳۱۲
۲۲۔ القرآن، ۴۶، ۱۵
۲۳۔ بخاری، امام ابوعبداللہ، محمد بن اسماعیل (۱۹۶۱ء) الجامع الصحیح البخاری، جلد:۱، کراچی، قدیمی کتب خانہ آرام باغ، صفحہ: ۳۱۲
۲۴۔ القرآن، ۴:۲۳
۲۵۔ النسائی، ابوعبدالرحمٰن بن شعیب (س۔ن) سنن النسائی، جلد:۲، ملتان، مکتبہ امداد کتاب الحجاج، صفحہ:۳۵
۲۶۔ محی الدین، ابی ذکریا یحیٰی بن شرف (س۔ن) ریاض الصالحین، کراچی، نور محمد کتب خانہ، صفحہ:۱۳۶
۲۷۔ احمد، مولوی سعید (س۔ن) عورت اور اسلام، کراچی، ادارۂ اسلامیات، صفحہ:۵۸
۲۸۔ القرآن، ۴:۹۱
۲۹۔ محی الدین، ابی ذکریا یحیٰی بن شرف (س۔ن) ریاض الصالحین، صفحہ:۱۳۶
۳۰۔ القرآن، ۴:۹۱
۳۱۔ القرآن، ۲:۱۸۷
۳۲۔ القرآن، ۴:۱۱
۳۳۔ ایضاً
۳۴۔ مفتی، محمد شفیع (۲۰۰۳ء) معارفِ القرآن، جلد:۲، کراچی، ادارۃ المعارف، صفحہ:۳۲۱
۳۵۔ القرآن، ۴:۱۷

ڈاکٹر مسرت جہاں، اسسٹنٹ پروفیسر کی حیثیت سے شعبہ قرآن وسنہ، جامعہ کراچی سے ۲۰۰۰ء سے وابستہ ہیں اور بحیثیت انچارج فرائض سرانجام دے رہی ہیں۔